مسلم دورِ حکمرانی میں تعلیمات نبوی ﷺ سے اخذ شدہ سراغ رسانی کے رہنما اصول

Intelligence rules in the Muslim era in the light of the teaching of the Holy Prophet

Nasir Majeed Malik
Wing Commander, Pakistan Air Force.
Ubaid Ahmed Khan
Chairman, Department of Usooluddin, University of Karachi.
Hafiz Munir Ahmed Khan
Dean, Faculty of Islamic Studies, University of Sindh, Jamshoro.

ABSTRACT

Intelligence system is considered to be one of the important tools used by military and civil secret agencies to defend and strengthen a nation. Intelligence system is thought to be one of the oldest studies of known history. Intelligence system consists of correct and accurate information, gathered after great struggle and facing difficulties. This department if related to both peace and war. Intelligence is a basis of formulating all military strategies and plans. The importance of intelligence system both in day to day life and as a nation cannot be overemphasized. This article recounts the intelligence systems and management of the resources of secret services of the companions of the Holy Prophet (SAW) and, thereafter, the Muslims rulers. Furthermore, the principles derived from the era of the companions of the Holy Prophet (SAW) regarding intelligence system have also been discussed in this chapter. The guiding principles that are still valid even today includes:

(a) **Training of Personnel.** Since espionage helps to strengthen the roots of a state and protect it from its enemies, therefore it requires a team of well trained professionals with latest technology and trends. Islam emphasized on two aspects of early warning, one is professional and the other is ethical.

(b) **Counter Espionage.** An Islamic state must have an effective network of espionage to keep an eye on all the activities of the enemy. This is known as counter espionage.

(c) **Reconnaissance.** This aims at the fore knowledge of the intentions of the enemy so that one can have a better planning in case of an attack.

(d) **Verification of Information.** Information from an agent should be verified from other sources. An operative may feed false information due to lack of experience and competency and that may create an embarrassing situation.

(e) **Security of Information.** Don’t share your secret, try to protect them. If national secrets are compromised they may cause an extensive damage to national interest.

(f) **Interrogation of POW.** Whenever enemy spies or soldiers are arrested in a war they should be interrogated for extraction of information. They may be subjected to mental stress.

(g) **Fore Warning of the Enemy.** This requires the launching of own agents in the enemy ranks for knowledge of their future plan likes attacks.

(h) **Treatment of Spies.** If anyone is found to be guilty of spying for enemy, he may be penalized with death punishment.

Keywords: Intelligence Rule, Intelligence in Muslim Empire, Teaching of the Holy Prophet for Intelligence.

جاسوسی کا علم خفیہ علوم میں سے ہے۔ جاسوسی درست اور مصدقہ معلومات کا نام ہے جن کا حصول عمومی طور پر سخت جدوجہد اور کوشش کے بغیر ناممکن ہے۔ ہر مملکت کو اندرونی امن یا بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لئے قبل از وقت آگاہی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ انٹیلی جنس انسانی تاریخ کا قدیم ترین پیشہ ہے۔ تہذیب انسانی کے ہر دور میں اس کا استعمال ہوتا رہا۔ کبھی اسے دشمن سے بچاؤ کی خاطر استعمال کیا جاتا رہا اور کبھی دوسروں کو شکست دینے اور ان کا مال واملاک غصب کرنے کے لئے بروئے کار لایا جاتا رہا۔ انسانی سوچ و فکر کو متاثر کرنے اور اس کے اعمال اور افعال کو مطلوبہ رُخ دینا بھی انٹیلی جنس حربوں میں شامل رہا۔ انٹیلی جنس کے ذریعے دشمنوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا کام بھی لیا جاتا رہا۔[1]

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رات جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ کاش کوئی آدمی اس رات میں ہمارے لئے پہرہ دیتا۔ اسی اثناء میں اچانک ہتھیار کی کھٹ کھٹ کی آواز سنائی دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کون ہے؟ اور کیوں آئے ہو؟ حضرت سعد بن وقاصؓ نے سامنے آکر عرض کی۔ میرے دل میں آیا کہ آپ ﷺ پر کوئی تشویش لاحق ہے، پس میں آپ ﷺ کی پہرے داری کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابنِ مسعودؓ اس کی ذمہ داری اٹھاتے تھے اور خلافت کے زمانہ میں آپؓ خود بنفسِ نفیس خفیہ پولیس کی ذمہ داری اٹھاتے تھے کبھی کبھار اپنے آزاد کردہ غلام اسلم کو ساتھ لیتے اور بسا اوقات حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ساتھ لیتے تھے۔ جب طلیحہ بن خویلد نے دعویٰ نبوت کیا اور لوگ ایک دوسرے سے الجھ پڑے تو حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؓ کو مدینے کے ایک دروازے پر کھڑا ہونے کا حکم فرمایا اور حضرت زبیرؓ کو مدینے کے دوسرے دروازے پر اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اس کی جلاوطنی کی نگرانی کا حکم فرمایا اور یہ محقق ہو کہ نبی ﷺ نے مدینہ کی پہرہ داری کے لئے حضرت ہذیل بن ورقاءؓ کو مدینہ چھوڑا۔ اوس بن ثابت اور اوس بن عرابہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم کو بھی۔

حضور ﷺ جو انسان ڈھالنا چاہتے تھے اس کا نمونہ صحابیؓ تھے اور جو معاشرہ برپا کرنا چاہتے تھے وہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ کا دور تھا اور جو سسٹم دیکھنا چاہتے تھے اس کی نظیر و مثال خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا دور تھا۔ خلفائے راشدین نے وہی حکمتِ عملی اور پالیسی اختیار فرمائی، جو اسوہ حسنہ کی صورت میں حضور ﷺ چھوڑ گئے تھے۔ اس لئے ان میں ہر خلیفہ قابل تعریف اور مثالی تھا۔

"خلفائے راشدین کے دور میں خبر رسانی، جاسوسی اور مخبری کا جال پھیلا دیا گیا تھا۔ جن علاقوں میں کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، وہ اسلام کے مخالفین اور دشمنوں کے فوجی راز مسلمانوں کو مہیا کرتے تھے۔ بلکہ اکثر غیر مسلم بھی جاسوسی کیلئے خدمات پیش کیا کرتے تھے، کیونکہ ان کے ہم مذہب حکمران بھی اتنے عادل نہیں تھے، جتنے مسلمان ہوتے۔ کسی بھی لڑائی میں جاسوس بہت آگے چلے جاتے اور پیچھے آنے والی فوج کو باقاعدہ خبر پہنچاتے۔ فوج میں پیادہ جوان، سواروں کا رسالہ تیر انداز، خدمتگار دستہ، جاسوس اور عقبی جاسوس شامل ہوتے۔"[2]

اس طرح خلفائے راشدین کے دور میں بھی زمانے اور حالات کی تبدیلیوں کے ساتھ جاسوسی کا نظام قائم رہا اس عہد میں خبر رسانی، جاسوسی اور مخبری کا جال پھیلا دیا گیا تھا جن علاقوں میں کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ اسلام کے مخالفین و دشمنوں کے فوجی راز مسلمانوں کو مہیا کرتے تھے۔ جاسوسی اور خبر رسانی کا انتظام نہایت خوبی سے کیا گیا تھا اور اس کے لئے قدرتی سامان ہاتھ آ گئے تھے۔ شام و عراق میں کثرت سے عرب آباد تھے اور ان میں سے ایک گروہ کثیر نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ لوگ چونکہ مدت سے ان ممالک میں رہتے تھے۔ اس لئے کوئی واقعہ ان سے چھپ نہیں سکتا تھا۔ ان لوگوں کو اجازت دی کہ اپنا اسلام لوگوں پر ظاہر نہ کریں اور چونکہ یہ لوگ ظاہر وضع قطع سے پارسائی، یا عیسائی معلوم ہوتے تھے اس لئے دشمن کی فوجوں میں جہاں چاہتے چلے جاتے تھے یرموک، قادسیہ، تکریت میں انہی جاسوسوں کی بدولت بڑی کامیابیاں حاصل کی گئیں۔

خلافت راشدہ کی روشنی میں سراغ رسانی کے اصول

جب اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے دور سے لے کر جتنی بھی اسلامی ریاستیں گزری ہیں ان میں شعبہ جاسوسی کسی نہ کسی شکل میں اپنا کام کر رہا تھا۔ شعبہ جاسوسی ایک ریاست کی مضبوطی اور اسے اپنے دشمنوں سے محفوظ بنانے میں اہم کردار ادا کرتا رہا، یہاں اسلامی تاریخ میں رائج شدہ نظام جاسوسی کی روشنی میں حاصل ہونے والے اصولوں کو نمایاں کیا جائے گا اور مختلف حوالوں سے ان کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

پہلا اصول: افراد کی نظریاتی تربیت اور صلاحیت کے مطابق ذمہ داری

جدید لغت میں جنگی حکمت عملی سے مراد دشمن کے مقابلے میں فتح کو یقینی بنانے اور شکست کے اسباب کو کلیتاً ختم کرنے کے لئے، اقتصادی، نفسیاتی اور خالص فوجی بنیادوں پر وضع کی گئی ایسی منصوبہ بندی اور طریقہ کار ہے جو جنگ و امن ہر دو حالتوں میں قابل عمل ہو۔[3] اور یہ منصوبہ بندی اس وقت تک نتائج پیدا نہیں کر سکتی جب تک اس کو انجام دینے والا صحیح خطوط پر تربیت یافتہ نہ ہو اور حقیقی معنوں میں اس قابل نہ ہو کہ وہ اس شعبے کے حوالے سے منصوبہ بندی کر سکتا ہو۔ دشمن کے خلاف یہ حکمت عملی زمانہ امن میں اور زمانہ جنگ دونوں میں جاری رہتی ہے۔ اس حکمت عملی کو پروان چڑھانے کے لئے تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھا سکیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جب تک نظریاتی اور فکری طور پر ایک فرد کی تربیت نہ ہو اور اسے کسی خاص مقصد کے لئے تیار نہ کیا جائے تو وہ ذاتی پسند ناپسند اور مفاد پرستی کا شکار ہو جاتا ہے لہٰذا کسی بھی ادارے میں کام کرنے والے افراد کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس کے اغراض و مقاصد کو سمجھ کر ان کی تکمیل کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ قرآن حکیم نے بھی نظریہ کی پختگی یعنی ایمان پر قائم ہونے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اگر تم اعلیٰ ایمان کے حامل ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔"[4] چنانچہ رسول ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو دشمن پر غلبے کی پہلی شرط یعنی ایمان و یقین پر پابند کیا اور انہیں اعلیٰ اخلاقی قدروں اور نظریاتی طاقت کے زیور سے

آراستہ کرنے کے بعد ان کو مقصد زندگی سمجھایا اس وقت جو بھی شخص مسلمان ہوتا وہ فوراً عساکر اسلامی کا حصہ بن جاتا تھا، آپ ﷺ کو نفسیات انسانی پر عبور حاصل تھا، نفسیات دانی قائدین کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنی افرادی قوت کو ان کی حسبِ لیاقت، بر محل و بر موقع تعینات کر کے بہترین ثمرات حاصل کر سکتے ہیں۔(5)

رسول اکرم ﷺ بھی نفسیات انسانی میں مہارت کی بدولت ہر شخص کی جسمانی صلاحیت اور ذہنی استعداد کے مطابق ہی اسے کام سونپتے تھے، یہاں تک کہ جو لوگ معذور ہوتے وہ بھی پچھلے مورچوں پر رہ کر عسکری فرائض انجام دیتے۔ حضرت ابن مکتوم کو بدر کی طرف روانگی سے قبل مدینہ منورہ میں عقبی ہیڈ کوارٹرز کا انچارج بنایا گیا حالانکہ وہ نابینا تھے، بعد میں حضرت ابو لبانہ رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر کو فرائضہ سونپا گیا۔(6) یہ اس وقت ہوا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے سابقون الاولون میں شمار ہونے والے صحابی رضی اللہ عنہ بھی مدینہ منورہ میں موجود تھے مگر وہ اپنی محترمہ کی تیارداری کی وجہ سے پیچھے چھوڑے گئے تھے اس لئے انہیں اضافی ذمہ داریاں نہیں سونپی گئی تھیں۔(7)

غزوہ بدر سے پہلے آپ ﷺ نے مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کو مختلف سمتوں یعنی ساحل سمندر سے گزرنے والے تجارتی راستے، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان بسنے والے مؤثر اور معتبر قبائل اور مکہ مکرمہ اور نجد کے درمیان گزرگاہ پر ایسے مقامات کی طرف جو فوجی نکتہ نظر سے نہاہت اہم تھے، عسکری ذمہ داریاں سونپ کر روانہ کیا، یہ تمام علاقے پہاڑی، صحرائی، میدانی یا بیک وقت صحرائی و پہاڑی تھے، اس کے علاوہ یہ علاقے آب و ہوا کے لحاظ سے سخت ہونے کے ساتھ ساتھ دشوار گزار تھے۔ ذمے داریوں کا مقصد جہاں ان کی جسمانی اور معنوی تیاری تھا وہاں مختلف موسموں اور علاقوں میں سپاہ کی اجتماعی تربیت بھی مقصود تھی تاکہ بوقت ضرورت جغرافیائی تغیر و تبدل حصول مقصد کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے، چنانچہ یہی لوگ بعد میں سرحدات ہند سے لے کر مراکش تک گئے اور مختلف النوع جغرافیائی تبدیلیوں میں اپنے آپ کو آسانی سے ڈھالتے گئے، ان کے عقیدے کی پختگی اور جسمانی تربیت پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک غیر مسلم نے کہا تھا: "یہ لوگ راتوں کے عبادات گزار اور دن کے شاہسوار ہیں۔"(8)

لب لباب یہ کہ اسلامی ریاست کے بانی رسول خدا ﷺ نے بنیادی طور پر پہلا اصول یہ عطا فرمایا کہ زمانہ امن میں افراد کی تربیت کو یقینی بنایا جائے اور افراد کی صلاحیتوں کے مطابق انہیں ذمہ داریاں سونپی جائیں تاکہ مقاصد کے حصول کے لئے ایک بہترین تربیت یافتہ ٹیم تیار ہو سکے۔ اگر اس تناظر میں دیکھا جائے تو رسول خدا ﷺ نے ایک اہم پہلو پہ زیادہ زور دیا وہ ہے ایمانی و اخلاقی تربیت۔ کیونکہ جب تک مقصد کے لئے آدمی مخلص نہیں ہوگا وہ کبھی بھی کسی مشکل ترین مشن کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتا اور خاص طور پر جب شعبہ جاسوسی کے حوالہ سے افراد کی تیاری مقصود ہوتی ہے تو پھر اس امر کو مد نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جس سطح کی تیاری اور تربیت کروائی تھی وہ اس قابل تھی کہ انہیں کسی بھی سخت سے سخت مشن کے لئے تعینات کیا جا سکتا تھا۔

تاریخی واقعات سے بھی اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ جاسوسوں کی تعیناتی کے وقت رسول اکرم ﷺ باقاعدہ صلاحیت کو مدِ نظر رکھ کر ذمہ داری عطا کرتے تھے۔ گویا شعبہ جاسوسی کی تشکیل کے لئے سب سے پہلا اصول یہ سامنے آیا وہ افراد کی نظریاتی تربیت اور صلاحیت کے مطابق ذمہ داری کی تفویض تھا تاکہ وہ ہمیشہ اپنے اعلیٰ مقصد کو مدِ نظر رکھ کر اور ذاتی اغراض و مقاصد کو قربان کر کے کام کریں۔

دوسرا اصول: کاونٹر انٹیلی جنس

اسلامی تاریخ اور شریعت اسلامیہ کی رو سے اسلامی ریاست میں جاسوسی کا ایک فعال نظام ہونا چاہئے جو کہ ہمہ وقت معاشرے میں دشمن کے جاسوسی کے عمل پر نظر رکھ سکے اور دوستوں اور دشمنوں کی پہچان کر سکے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے: "اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم ان کو دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس دین ہی سے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا۔"[9] اس حکم کے ضمن میں اپنوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے رازوں سے آگاہی کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ وہ لوگ جو ذاتی طور پر راز کے امین کے قریب ہوں۔ راز قوم کی امانت ہیں اس لئے ان کی ہمہ وقت حفاظت کرنا اور انہیں دشمنوں سے محفوظ بنانا ضروری ہے۔

ریاستی استحکام کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ معاشرے میں ایسے عناصر پر نظر رکھی جائے جو معاشرے کو عدم استحکام سے دو چار کرنے میں مصروف ہوں اس کیلئے ضروری ہے کہ خفیہ خبر رسانی کا اہتمام ہونا چاہئے، تاکہ ایسے عناصر کا بر وقت سد باب ہو سکے مثلاً ہم اپنے پاکستانی معاشرے کا تجزیہ کریں تو بعض علاقائی اور عالمی طاقتیں کھلی جارحیت کی قباحتوں کا احساس کرتے ہوئے ہمیں بلا واسطہ طور پر داخلی انتشار میں مبتلا کر کے کمزور کرنا چاہتی ہیں، تاکہ انہیں ہم پر غلبہ پانے میں آسانی رہے۔ اس قسم کا تجربہ انہوں نے اس سے پیشتر مشرقی پاکستان میں کامیابی سے کر کے دکھا دیا ہے۔ دشمن آج بھی علاقائی عصبیت پھیلانے میں کوشاں ہیں اور اس مقصد کے لئے وہ مخالفانہ پروپیگنڈے کے ساتھ ساتھ آج کل کے آزمودہ نسخے "سب ورژن" کو استعمال کر رہے ہیں۔ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے دشمن کو پاکستان کے اندر خفیہ کام کرانا ہوتا ہے جو کہ عموماً پاکستانی باشندوں کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔ پاکستان کے نظریئے کے خلاف پرچار کر کے اور بھائی کو بھائی کے خلاف ابھار کر دشمن لسانی، معاشرتی اور علاقائی عصبیت کو ہوا دے رہے ہیں۔ اس کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کے لئے وہ پاکستان کے مختلف علاقوں سے اپنے ہم خیال لوگوں کو منتخب کر کے اور ان کی خفیہ طور سے مالی امداد کر کے ہمارے ملکی حالات کا رخ اپنی مرضی کے مطابق موڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ماضی میں افغانستان باوجود مسلمان ملک ہونے کے وقتاً فوقتاً پختونستان کے مسئلہ کو اٹھاتا رہتا تھا، جس سے پٹھانوں کے جذبات میں ہل چل پیدا کرنا اور پاکستان میں گڑ بڑ پھیلانا مقصود ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ مسلح بغاوتیں کرانے کی کوششیں کی گئیں۔ اس طرح چند اور طاقتیں ایک مخصوص نظریئے کے بل بوتے پر اور وافر مالی امداد سے نام نہاد ترقی پسند طلبا، مزدور یونینوں، اخبار نویسوں اور ہم خیال

سیاستدانوں وغیرہ کے ذریعے حالات کا رخ موڑنا چاہتی ہیں۔ الغرض پاکستان کی آبادی کے کچھ طبقات مستقلاً غیر ملکی مداخلت کا شکار ہیں۔[(10)]

مندرجہ بالا صورتحال میں معاشرے میں کاؤنٹر انٹیلی جنس کا نظام ضروری ہے اور اس نظام کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے عناصر کی بروقت نشاندہی کر کے ان کا سدباب کیا جاسکے۔ کاؤنٹر انٹیلی جنس کے نظام کے اصول ہمیں اسلامی نظام جاسوسی سے ملتے ہیں۔ اس سلسلے میں فتح مکہ کے دور کا ایک واقعہ کاؤنٹر انٹیلی جنس کے اسلامی اصول کو سمجھنے میں مدد دے سکتا ہے۔ رسول ﷺ جب فتح مکہ کے لئے تیاری فرمارہے تھے تو ایک صحابی حضرت حاطبؓ نے اس تیاری کے بارے میں سرداران مکہ کے نام خط لکھ کر اسے ایک عورت کے ہاتھ مکہ بھجوانے کی کوشش کی۔ رسول ﷺ کو اس کا علم ہو گیا، آپ نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو حکم دیا جاؤ فلاں مقام پر تمہیں ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے حاصل کر کے لے آؤ۔ چنانچہ وہ گئے اور خط لا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جنگ کے زمانے میں دشمن کو اپنی فوج کے اہم راز کی خبر دینا اور اسے حملے سے متعلق قبل از وقت آگاہ کر دینا انتہائی خطرناک فعل تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت حاطبؓ کو مسجد نبویؐ میں ان سے باز پرس کی اور حضرت عمرؓ نے حضرت حاطبؓ کے لئے موت کی سزا تجویز کی تاہم آنحضرت ﷺ نے یہ تجویز منظور نہ فرمائی۔ اس واقعہ سے کاؤنٹر انٹیلی جنس کے رموز واضح ہو جاتے ہیں۔[(11)]

اس واقعہ کو کتب حدیث نے اس طرح روایت کیا ہے: ''ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے میں ان سے یہ حدیث دو بار سنی کہا مجھ کو حسن بن محمد نے خبر دی کہا مجھ کو عبید اللہ بن ابی رافع نے کہا میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ کہتے تھے مجھ کو اور زبیر اور مقداد بن اسود کو آنحضرت ﷺ نے بھیجا اور فرمایا روضہ خاخ میں جاؤ ایک مقام مدینہ سے بارہ میل، وہاں تم کو ایک عورت اونٹ پہ سوار ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو یہ سن کر ہم گھوڑوں کو دوڑاتے چلے روضہ خاخ میں پہنچے دیکھا تو واقعی ایک عورت اونٹ پہ سوار جارہی ہے ہم نے اس سے کہا چل خط نکال وہ کہنے لگی میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہم نے کہا اب خط نکال کر دیتی ہے یا ہم تیرے کپڑے اتاریں جب اس نے اپنے جوڑے سے ایک خط نکال کر دیا ہم وہ خط لئے ہوئے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے دیکھا تو اس میں یہ لکھا تھا: حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ والے چند مشرکوں کے نام اس میں آنحضرت ﷺ کے بعض ارادوں کا بیان تھا۔

آنحضرت ﷺ نے حاطب سے پوچھا حاطب یہ تو نے کیا کیا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ جلدی نہ فرمائیے میں ایسا ہوں جو قریش میں آکر مل گیا اصل قریشی نہیں ہوں اور دوسرے مہاجرین جو آپ کے ساتھ ہیں ان سب کی مکہ والوں سے رشتہ داری ہے جس کی وجہ سے ان کا گھر بار مال اسباب بچا ہوا ہے۔ تو میں نے چاہا کہ کوئی احسان ہی ان پر پیدا کروں کیونکہ رشتہ داری تو ہے نہیں جس کی وجہ سے وہ میرے ناطے والے بچے رہیں میں نے یہ کام اس لئے نہیں کیا کہ میں خدا نخواستہ کافر ہوں یا مرتد میں مسلمان ہو کر پھر کفر کو پسند کرتا ہوں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا حاطب سچ کہتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے غرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اجازت دیجئے میں اس منافق کی

گردن ماروں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے اور تجھے معلوم نہیں شاید اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو دیکھا اور فرمایا اب تم چاہو جیسے اعمال کرو میں تم کو بخش چکا سفیان نے کہا اس حدیث کی سند بھی کیسی عمدہ ہے۔"[12]

آنحضرت ﷺ کو بر وقت یہ اطلاع مل جانا کہ ایسا کوئی خط سرداران مکہ کو لکھا گیا ہے، اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مخبر مدینہ میں سرگرم عمل تھے اور صحابہ اکرامؓ پر بھی نظر رکھتے تھے۔اس واقعہ سے ہمیں دشمن کے رازوں کی ترسیل کے ذرائع منقطع کرنے کا سبق ملتا ہے اور اپنے رازوں کی حفاظت کے حوالے سے بھی راہنمائی ملتی ہے۔

تیسرا اصول: دشمن کی فوجی تیاریوں کی خفیہ نگرانی

میدان میں جنگ سے پہلے دشمن کی فوجی تیاریوں کے بارے میں خبر رکھنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ خفیہ جاسوسی نظام کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ فوجی کمانڈر کو ان حالات سے بر وقت خبر دار رکھے۔اگر دشمن کے حالات سے ناواقفیت رہے گی تو بہتر طور پر نہ تو اپنا دفاع کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی دشمن کی چالوں کو ناکام بنایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر میدان جنگ میں اترنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ دشمن کے کوائف اور معلومات حاصل کر لیتے تھے تاکہ جنگ کے لئے مناسب منصوبہ بندی کی جائے۔ ہجرت کے بعد ابتدائی دو سالوں میں حضرت عباسؓ وقتاً فوقتاً معلومات فراہم کرتے تھے۔ان کے علاوہ حضرت بسبسؓ نے بدر میں، حضرت معبدؓ نے حمراء الاسد میں، حضرت اوسؓ بن خولی نے ذی طویٰ میں، حضرت بشرؓ بن سعد نے عمرۃ القضاۃ کے موقع پر ظہران میں، حضرت حسیلؓ بویرہ نے خیبر میں، حضرت انسؓ بن مرثد نے اوطاس میں اور حضرت عبد اللہؓ بن ابو حدرد اسلمی نے ہوازن کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے جاسوس کے طور پر فرائض انجام دیئے۔[13]

جن کی فراہم کردہ معلومات پر آپ ﷺ نے جنگی منصوبہ بندی کی، دشمن کی صفوں میں ایسے عناصر کی نشان دہی بھی کی جاتی تھی جو مسلمانوں کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر سے پہلے اپنی سپاہ کو بتا دیا تھا کہ حکیم بن حزام، اخنس بن شریع اور ابوالجنتری کو قتل نہ کیا جائے۔[14] اب انصار مدینہ بھی آزادی کے ساتھ مکہ مکرمہ آیا جایا کرتے تھے اور کفار قریش کے بارے میں معلومات حاصل کرتے تھے ایسے ہی ایک سفر میں حضرت سعدؓ بن معاذ اور ابو جہل کے درمیان تلخ کلامی ہوئی تھی۔ [15] لہذا آج کے دور میں اس اصول کے تحت ہمہ وقت دور جدید کے تقاضوں کے مطابق دشمن کی نقل و حرکت پہ نظر رکھی جاسکتی ہے۔اور دشمن کی صفوں میں اپنے خفیہ جاسوسی نظام کے افراد کو رکھنا اور پھر ان کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے تاکہ ان کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔

چوتھا اصول: حاصل شدہ خفیہ خبر کی تحقیق کرنا

خبروں کا حصول بعض اوقات بڑا آسان لگتا ہے۔ لیکن یہ انتہائی اہم ذمہ داری ہوتی ہے کسی بھی نظام جاسوسی میں خبریں حاصل کرنے کے ذرائع ہوتے ہیں۔ لیکن ایک فعال جاسوسی نظام ہر قسم کی خبروں کو باقاعدہ تجزیئے کے عمل سے گزارتا ہے۔اگر وہ

اس طرح کا عمل نہ کرے تو ہو سکتا ہے دشمن ان کی صفوں میں موجود ہو اور انہیں گمراہ کرنے کے لئے اس طرح کی خبروں کو ان تک پہنچا رہا ہے۔اسلامی نظام جاسوسی میں یہ اہم ترین اصول کی حیثیت رکھتا ہے جس کا تعلق نتائج سے براہ راست ہے لٰہذا یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اگر کسی قوم، شخص یا ملک کے بارے میں کوئی خلاف واقعہ خبر ملے تو سب سے پہلے اس کی تحقیق کر لی جائے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے ایمان والو! اگر کوئی غلط قسم کا آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو نادانی کی وجہ سے کوئی نقصان نہ پہنچا دو اور پھر تمہیں اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔"[16] اس آیت میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ خبر کی تصدیق کرنا ضروری ہے۔یہ ارشاد ربانی موجودہ دور کی انٹیلی جنس کو اصولوں سے عین مطابقت رکھتا ہے آج کل کی انٹیلی جنس بھی اپنے کارکنوں کی رپورٹ کی صداقت کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کرنے کا مشورہ دیتی ہے اور اسی لئے رپورٹ کی گریڈنگ وغیرہ کی جاتی ہے تاکہ غلطی یا سہو کے امکان کو نظر انداز نہ کیا جائے۔[17]

اس ارشاد گرامی سے یہ اصول سامنے آیا کہ ایک تو یہ کہ رو پورٹوں کی پڑتال کرو، ان کو پرکھو تاکہ کسی بے گناہ کو نقصان نہ پہنچے، کیوں کہ اسلام کسی شخص کے بے جا نقصان کے حق میں نہیں اور کسی بے گناہ کو زک پہنچانے کی اجازت نہیں دیتا۔دوسرے یہ کہ ہم میں سے ہی کچھ لوگ ہو سکتا ہے اپنی کم علمی اور کم تجربہ کی وجہ سے، کسی واقعہ کی صحیح طور پر رپورٹ نہ کر سکیں، اس لئے رپورٹ بھیجنے والے کی قابلیت اور تجربہ کی بناء پر اس کی بھیجی ہوئی رپورٹ کی صحیح گریڈنگ کر لینی چاہئے اور اس کے مطابق اس کی رپورٹ کو مناسب فوقیت دینی چاہئے۔

اکثر نزاعات اور رنجشوں کی ابتدا جھوٹی اور من گھڑت خبروں سے ہوتی ہے اس لئے سب سے پہلے اختلاف و تفریق کے اس سرچشمے کو ہی بند کیا جائے اور مکمل تحقیق کے بعد اقدامات کرنا چاہئے۔قرآن حکیم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بھی مذکور ہے جس میں خبر کی تحقیق کے حوالے سے رہنمائی ملتی ہے۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کے بتانے پر جب تک خط بھیج کر صورتحال کا جائزہ نہیں لیا کوئی اقدام نہیں کیا بلکہ ہدہد سے فرمایا: "ہم دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے میرا یہ خط لے جا اور اسے ان لوگوں کی طرف ڈال دے۔"[18] تحقیق احوال سے پتہ چلا ہے کہ ملکہ سبا کی گمراہی محض مشرک ماحول میں آنکھیں کھولنے کی وجہ سے تھی نفس کی بندگی اور خواہشات کی غلامی کا مرض اس پر مسلط نہ تھا جو نہی حق واضح ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے مسلمان ہو کر ان کے دربار میں پہنچ گئی اس طرح ایک خونریز جنگ سے نجات مل گئی۔

عہد نبوی ﷺ کا ایک واقعہ بھی مشہور ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنو مصطلق سے زکٰوۃ لینے کے لئے بھیجا۔اس قبیلے کا سردار ام المومنین حضرت جویریہ کا والد تھا۔ولید بن عقبہ راستے ہی میں ڈر کے مارے لوٹ آئے اور آکر عرض کیا کہ حارث نے زکٰوۃ بھی روک لی اور میرے قتل کے درپے ہو گیا۔اس نے لشکر جمع کر لیا اور اسلام سے مرتد ہو گیا لیکن انہیں تاکید کر دی کہ پہلے تحقیق و تفتیش اچھی طرح کر لینا جلدی سے حملہ نہ کر دینا۔حضرت خالدؓ نے جاسوسوں کے ذریعہ معلوم کیا کہ لوگ

دستور مسلمان ہیں، نمازیں ادا کر رہے ہیں، اذانیں ہو رہی ہیں، چنانچہ حضرت خالدؓ خود گئے اور وہاں کے اسلامی منظر سے خوش ہوئے انہوں نے واپس آکر سرکارِ نبوی ﷺ میں ساری خبر کر دی۔[19]

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ ایک ذریعہ سے حاصل شدہ خبر کو دوسرے ذرائع سے تصدیق کرتے تھے جیسا کہ غزوہ احد کے موقع پر حضرت عباسؓ نے جو خط بھیجا تھا اس کی تصدیق کے لئے آپ ﷺ نے حضرت انسؓ اور ان کے بھائی حضرت مونسؓ کو بھیجا تھا جنہوں نے لشکر کفار کے نواحی مدینہ میں پہنچے کی تصدیق کی تھی۔ بدر میں آپ ﷺ نے ایک مرد پیر سے کفار کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور بعد میں دو غلاموں کے ذریعے دشمن کے کوائف، تعداد اور جنگی استعداد کے متعلق تصدیق کی تھی۔[20] اور اسی طرح غزوہ خیبر کے دوران مقامی لوگوں میں سے دو افراد کے ذریعے یہود خیبر کے بارے میں پہلے سے حاصل شدہ معلومات کی تصدیق کی گئی۔ غزوہ خندق میں حضرت زبیرؓ اور حضرت حذیفہؓ کا کردار بھی اس سلسلے کی بڑی بڑی مثالی ہیں۔[21]

لب لباب یہ سامنے آیا کہ خفیہ ذرائع سے یا کھلے طریقے سے کوئی افواہ سازی ہو تو فوراً اس خبر کی تحقیق کے لئے رجوع کیا جائے اور جب تک اس خبر کی سچائی کا اندازہ نہ ہو جائے اس کو قبول نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کے مطابق جلد بازی میں کوئی عمل کیا جائے۔ یہ وہ اصول ہے جسے آج کے دور میں بھی اسی صحت سے اپنایا جاسکتا ہے۔

پانچواں اصول: اپنے منصوبوں اور رازوں کو خفیہ رکھنا

کسی بھی ریاست کی بقاء کا دارومدار اس پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے رازوں کو اپنے دشمن سے کس حد تک محفوظ بنانے میں کامیاب ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک کامیاب جاسوسی نظام اپنی ریاست کے رازوں کی حفاظت میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسلامی ریاست میں بھی اس اصول کو ہمیشہ اپنایا گیا ہے۔ کہ ہر حال میں اپنی فوجی تیاریوں، اور دیگر قومی رازوں کو دشمن کے جاسوسوں سے محفوظ بنایا جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسی تربیت کی تھی کہ مسلمانوں کی عسکری منصوبہ بندی کی کسی کو خبر نہ ہوتی تھی۔ آپ ﷺ بعض معاملات میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرتے تھے مگر بعض معاملات کو عام صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اسلامی افواج کے تحرک سے بھی یہ اندازہ نہ ہوتا کہ کس جانب کا ارادہ ہے، بدر کے موقع پر معروف راستے چھوڑ کر شمال کی جانب پیش قدمی کی وجہ اپنی فوج کو معلوم نہ ہو سکا کہ اصل پیش قدمی کس طرف ہو گی۔[22]

راز داری کو آپ ﷺ نے ہمیشہ مقدم رکھا تا کہ ریاستی، دفاعی راز محفوظ رہیں۔ مثلاً آپ ﷺ نے احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے اونٹوں کے گلے سے گھنٹیاں اتروا دیں تا کہ دشمن کو مجاہدین اسلام کی نقل و حرکت کا پتہ نہ چل سکے۔[23] اور پھر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ وہ بھی رازوں کے امین بنے۔ اس حوالے سے ایک واقعہ حدیث کی کتب میں مذکور ہے: "انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے ایک راز کی بات بتائی میں نے وہ کسی سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی نہیں کہی یہاں تک کہ ام سلیم میری ماں نے مجھ سے پوچھی میں نے ان سے بھی نہیں کہی۔"[24]

توریہ سے مراد ایسی فوجی کاروائی یا نقل و حرکت ہے جس سے دشمن اصل منصوبے سے آگاہ نہ ہو سکے اور اسے اچانک پن یعنی سرپرائیز سے دوچار کیا جا سکے، دیگر جنگوں میں بھی اس توریہ کی مثالیں ملتی ہیں۔ مکہ روانگی کے موقع پر حضرت خاطبؓ بن ابی بلتعہ سے جو غلطی سرزد ہوئی تھی اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو نقصان پہنچ سکتا تھا مگر حضور ﷺ کے نظام جاسوسی کے باعث یہ خبر دشمن تک نہ پہنچ سکی۔[25] اور پھر اسلامی فوج کی نقل و حرکت کی خبروں پر پورا قابو تھا چنانچہ مکے کی طرف دس ہزار کا لشکر کوچ کرتا ہے اور قریش کو اس وقت تک خبر نہ ہو سکی۔ جب تک کہ مکے پہاڑوں کے عین نیچے پڑاؤنہ لگ گیا۔[26]

اپنے عسکری رازوں کی حفاظت کے لئے رسول اللہ ﷺ نے خفیہ خط کا طریقہ ایجاد کیا تاکہ مختلف مرحلوں کی حکمت عملی کو پوشیدہ رکھا جائے۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو دیا جانے والا خط جس کے متعلق انہیں ہدایت کی گئی تھی کہ وہ دو دن بعد کھولیں، اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہؓ کو ایک خط دے کر فرمایا کہ دو دن کی مسافت کے بعد اسے کھولا جائے۔ دو دن کے بعد جب انہوں نے یہ خط کھولا تو اس میں دشمن کے قریب پہنچ کر اطلاعات حاصل کرنے کی حکمت عملی اور دیگر ہدایات پائیں، ان ہدایات کو خود قائد سریہ سے بھی پوشیدہ رکھنا دراصل رسول مقبول ﷺ کی جنگی حکمت عملی کا حصہ تھا۔[27]

اس قسم کی حکمت عملی آج کے دور میں جاسوسی عسکری نظاموں میں رائج ہے جب کسی خاص مشن پہ جانے کے لئے خطوط دیئے جاتے ہیں اور انہیں بعض اوقات امیر سے بھی خفیہ رکھا جاتا ہے اور خاص مقام پر اسے کھول کر اس کی ہدایات کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ جاسوسی کا نظام محض اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ مسلمان چوکس رہیں اور دشمن بے خبری کی حالت میں ان پر حملہ نہ کر سکے اسلام نے اس غرض کے لئے دوسری اقوام کے خلاف غیر شریفانہ اور خلاف تہذیب و خلاف اخلاق طریقے استعمال نہیں کئے جیسا کہ فی زمانہ ہر ملک اپنے سفیر روانہ کر رہا ہے اور جو سفیر کا اصل کام تھا کہ وہ دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی اور عداوت کو دور کرنا۔

اس کو بالکل پس پشت ڈال کر الٹا منافرت، کشیدگی اور عداوت و دشمنی کی فضاء پیدا کر رہا ہے جس سے سفارت جیسے مقدس اور اعلیٰ اقدار کے حامل فریضے کی روح کو کچلا جا رہا ہے ایسے گھناؤنے ہتھکنڈوں کی بنا پر بسا اوقات مہذب حکومتیں سفراء کے خلاف تادیبی کارروائیاں کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے وصال سے چند روز قبل وصیت لکھوائی تھی: "سفراء کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح آپ ﷺ کے زمانہ میں دستور تھا۔"[28] لیکن اگر سفراء ہی وہ کام شروع کر دیں جو منافقین کا تھا تو پھر ان پر بھی جاسوس مقرر کرنے پڑیں گے۔ بیشتر حکومتیں جاسوسی کیلئے عورتوں کی خدمات لیتی ہیں وہ دشمن کے علاقوں میں پھیل جاتی ہیں اور ہر مہذب و غیر مہذب طریقے سے ان کے راز معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔[29]

چھٹا اصول: دشمن کے آدمیوں سے معلومات حاصل کرنا

خفیہ جاسوسی نظام کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ دشمن کی تمام چالوں اور منصوبوں تک رسائی حاصل کرے اور ہمہ وقت اندرون ملک اور بیرون ملک ان کی نگرانی کا نظام تشکیل دے۔ اندرونی ملک دشمن کے ایجنٹ خفیہ طریقوں سے برسرپیکار ہوتے ہیں اور

قومی اور فوجی راز جاننے کے لئے مصروف عمل ہوتے ہیں دشمن ایجنٹوں کو پکڑنا بھی نظام جاسوسی کی ذمہ داری ہوتا ہے اور بعض اوقات دشمن کا فوجی ہاتھ لگ جائے جو اپنے علاقے میں گھوم رہا ہو تو ایسی صورت میں اسلامی تاریخ سے یہ اصول ملتا ہے کہ اس سے ہر طرح کی معلومات لے سکتے ہیں کیونکہ وہ دشمن کا خاص آدمی ہوتا ہے اور وہ دشمن کے بارے میں بہتر معلومات فراہم کر سکتا ہے اس سلسلے میں اسے نفسیاتی طور پر بھی دبایا جا سکتا ہے جس طرح عورت کے واقعے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے کہا کہ اگر تم وہ خط ہمارے حوالے نہیں کرو گی تو ہم تمہارے کپڑے اتاریں گے حالانکہ وہ ایسا شاید نہ کرتے لیکن اس عورت نے فوراً نفسیاتی دباؤ کے تحت وہ خط اپنے جوڑے سے نکال کر ان کے حوالے کر دیا تھا۔

دشمن کے آدمیوں سے معلومات لینے کے حوالے سے ایک واقعہ آپ ﷺ کا کتب حدیث میں مذکور ہے کہ ایک دستہ دشمن کے دو آدمیوں کو پکڑ لایا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے یہ سوالات کئے۔ قریش کے لشکر کی تعداد کیا ہے، وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا نو، دس۔ حضور ﷺ نے فرمایا معلوم ہوا کہ ان کے تعداد نو سو یا ہزار ہے اس کے بعد دریافت کیا قریش نے چھاؤنی کہاں ڈالی ہے اور قبائل سرداروں میں سے کون کون سے سردار اپنے لشکر کے ساتھ ہیں۔ سب کچھ معلوم کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "هذامكه قد القت اليكم افلا ذ كبدها۔"[30]

لب لباب یہ کہ دشمن کے آدمیں سے سوالات کر کے ان سے راز معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ یہ اصول آج بھی عام طور پر رائج ہے خفیہ ادارے دشمن ایجنٹوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور بعض اوقات جنگ کی صورت میں بھی جنگی قیدیوں سے بھی سوالات کئے جاتے ہیں اور دشمن فوجی تنصیبات اور دیگر معلومات جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ساتواں اصول: دشمن کی پیشگی اطلاع رکھنا

خفیہ جاسوسی نظام کی اہم ترین ذمہ داری ہے کہ دشمن کے حملے کی پیشگی اطلاع کرنا۔ دنیا میں بہت ساری جنگیں اس حوالے سے ناکام یا کامیاب ہوئیں ہیں کہ دشمن کے حملے کے ارادے سے بے خبر افواج کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور بہت ساری افواج کو فقط اس وجہ سے کامیابی ہوئی کہ انہیں بر وقت دشمن کی پیش قدمی کی اطلاع مل چکی تھی۔ لہٰذا انہوں نے جوابی کاروائی یا دفاع یا دفاع کو مضبوط بنا کر اپنے آپ کو بڑے نقصان سے محفوظ کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی دشمن کی پیشگی حملے کی اطلاعات کے لئے اقدامات فرمائے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی عرب کے دستور کے مطابق خبر رسانی اور جاسوسی کی ضرورت محسوس کی اور اپنے جاسوس کفار کی صفوں میں متعین کئے جو ان کے تمام خفیہ رازوں، ان کی عناد اور دشمنی کی کاروائیوں اور سازشوں سے مسلمانوں کو بر وقت آگاہ کرتے تھے۔[31]

آنحضرت ﷺ کے نامہ نگار عرصے سے مکے میں تھے اور دشمن کی ہر نقل و حرکت کی بر وقت اطلاع دے دیا کرتے تھے ان پیشگی اطلاعوں سے احد اور خاص کر خندق کی جنگ میں بڑی مدد ملتی تھی ورنہ خندق کے معرکے کے وقت آنحضرت ﷺ عرب

کے انتہائی شمال میں گئے ہوئے تھے اور بروقت اطلاع کے باعث راستے سے مدینے واپس آکر پورے دو ہفتے خندق کی تیاری اور دیگر حفاظتی کاروائیوں میں صرف کرنے کے قابل ہوئے تھے۔ محاذ جنگ پر سورج بلند ہونے سے پہلے حضور ﷺ نے فرمایا: "کون ہے جو دشمنوں کی خبر مجھ کو لا کر دے اور جنت میں میرا رفیق ہو۔ حذیفہ نے لبیک کہا فوراً گئے اور خبر لائے کہ دشمن طوفان باد کی وجہ سے منتشر ہو رہے ہیں۔"[32] غزوہ حنین کے محاذ پر عبداللہ بن ابی حدرا سلمی کو ہوازن کے لشکر میں جاسوسی کے لئے بھیجا تھا اور وہ کامیاب واپس آئے تھے۔[33]

عربوں میں محکمہ جاسوسی نہایت منظم طریقے پر موجود تھا اور اس کے کارکن بہت باشعور اور عقل مند لوگ ہوتے تھے۔ چنانچہ جاسوسوں کے ذریعے ان جو خبر ملتی تھی اور جو اندازہ وہ بتاتے تھے وہ اتنا صحیح ہوتا تھا کہ واقعہ ٹھیک اسی کے مطابق وقوع میں آتا تھا جیسا کہ غزوہ بدر کے موقع پر حضور ﷺ کی اور ایک بوڑھے دہقانی کی بات چیت سے ظاہر ہوتا ہے۔[34] بیعت عقبہ ثانیہ، جس کا ہر معاملہ از ابتداء تا انتہا نہایت خفیہ اور رازدارانہ طریق پر انجام دیا گیا تھا پھر بھی جاسوسوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا۔[35] مدینہ میں داخلی حفاظت اور امن وامان اور پرسکون زندگی کے لئے حضور ﷺ نے یہودی قبائل کو مصالحت کی دعوت دی اور مفصل دستاویز تیار کر کے جانبین کے دستخط کروالئے۔[36] خارجی حفاظت کے سلسلے میں اس بناء پر کہ قریش کے فوجی دستے مدینے کے اطراف میں گشت لگاتے رہتے ہیں۔ اور غارت گری کا ہر وقت خطرہ رہتا تھا اس لئے حضورؐ نے خبر رسانی کا مضبوط انتظام فرمایا۔[37] خلاصہ یہ سامنے آیا کہ دشمن کی پیشگی حملے کی خبریں حاصل کرنا خفیہ جاسوسی نظام کی اہم ذمہ داری ہے ریاست کو خطرے سے بچانے میں یہ اصول انتہائی کارآمد ہے۔

آٹھواں اصول: دشمن کا جاسوس گرفتار ہو جائے تو اس کے ساتھ سلوک

جس طرح عسکری قائدین کو یہ صلاح دی گئی ہے کہ وہ اپنے جاسوس دشمنوں میں بھیجیں اسی طرح انہیں بھی یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ اپنے لشکر سے ایسے سب افراد کو نکال دیں جو دشمنوں کے لئے جاسوسی کر سکتے ہیں غیر مسلموں کو کاتب مقرر نہ کرنے کا مشورہ بھی اسی وجہ سے دیا گیا ہے کہ وہ دشمنوں کے جاسوسوں کا کام دے سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں فقہاء کی آراء یہاں بیان کی جاتی ہیں:

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک: وہ صرف جسمانی سزا اور قید کو مستوجب ہے۔ اگر جاسوس غیر ملکی باشندہ ہے اور اسے اسلامی علاقے میں پروانہ سلامتی حاصل کئے بغیر گھس آیا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور اگر پروانہ سلامتی اس کے پاس ہے اور وہ کاروباری سلسلے میں نہیں آیا تو اسے محض حدود ملک سے خارج کر دیا جائے گا اور اگر وہ تجارت کی غرض سے سفر کر رہا ہے تو اسے جسمانی سزا دے کر نکالا جا سکتا ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک: دشمن کے جاسوس کا قتل کر دینا جائز ہے خواہ وہ پروانہ سلامتی لے کے ہی کیوں نہ آیا ہو، اگر جاسوس ذمی ہے تو وہ نقص عہد کا مرتکب ہوا ہے اسے سزائے موت دی جا سکتی ہے۔ امام یوسفؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک: اگر جاسوس ذمی ہے تو اسے فقط عبرت آموز سزا ملنی چاہئے کیونکہ وہ نقص عہد کا مرتکب نہیں ہوا۔

امام اوزاعیؒ کے نزدیک: اگر یہ جاسوس ذمی ہے تو اس نے عہد توڑ دیا جس کی بناء پر اس نے مسلمانوں کے ساتھ رہنا اختیار کیا تھا چنانچہ اسے قتل کیا جاسکتا ہے۔[38]

جاسوس دشمن کا انتہائی خطرناک آدمی ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں یہ اصول مانا جاتا ہے کہ دشمن کا جاسوس کسی ملک میں پکڑا جائے اس کے ساتھ انتہائی سخت سلوک کیا جاتا ہے۔ عام طور پر جاسوسی ثابت ہو جانے پر اسے موت کی سزا دی جاتی ہے۔ اسلامی شریعت کے مطابق بھی یہی اصول کارفرما ہے فقہاء کی آراء اور خود رسول ﷺ کی سیرت بھی اس سلسلے میں یہی رہنمائی کرتی ہے۔ اس سخت اقدام کی حکمت یہ ہے کہ دشمن کو یہ ہمیشہ ڈر رہتا ہے کہ وہ اپنے جاسوس اگر بھیجیں گے تو وہ جان سے جائیں گے۔

نواں اصول: حملہ سے پہلے فوجی کمانڈر کے لئے اقدامات

سیرت رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور تاریخ اسلامی کے حوالے سے نظام جاسوسی میں خصوصی طور پر جنگی جاسوسی پہ زیادہ مواد سامنے آیا اور سب سے زیادہ رہنمائی اسی حوالے سے موجود ہے۔ تحقیقی تجزیہ کے بعد درج ذیل اصول ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ جنگی کمانڈر جب کبھی دشمن کے خلاف کوئی بھی منصوبہ بناتا ہے تو اسے درج ذیل معلومات ہونا ضروری ہیں:

الف۔ دشمن افواج کی تعداد ان کی موجودہ قوت، اسلحہ ودیگر ساز وسامان کا اندازہ۔

ب۔ موسمی حالات، کہ آیا گرمی یا سردی، ہوا، بارش وغیرہ کی آمد کا اندازہ۔

ج۔ زمینی حالات کیسے ہیں یعنی ہموار زمین ہے یا ناہموار تاکہ فوجی نقل وحرکت کے لئے راستوں کا تعین ہو سکے۔

رسول اکرم ﷺ جب کبھی فوجی کاروائی کا ارادہ فرماتے تو مندرجہ بالا تینوں حوالوں سے پیشگی اطلاعات کا بندوبست فرماتے اور پھر دشمن کے خلاف کاروائی کے لئے روانہ ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ زمانہ امن ہو یا جنگ ایک فوجی کمانڈر کے لئے درج ذیل معلومات کا ہونا ضروری ہے۔ ان معلومات کا تعلق دشمن کی فوج سے ہے:

ا۔ دشمن کی افواج کی جنگی حکمت عملی۔ یعنی دشمن اس وقت کس پوزیشن میں ہے اور وہ کس انداز سے حملہ کر سکتا ہے۔

۲۔ دشمن کی فوج کی تفصیلات۔ عصر حاضر میں کیوں کہ فوجوں کی ترتیب میں وسعت پیدا ہو گئی ہے۔ لہٰذا فضائی اور بحری فوجوں کی تفصیلات بھی معلوم کرنی ضروری ہیں۔

۳۔ دشمن کی خفیہ طور پر اس طرح نگرانی جاری رکھنا جس سے اس کے تازہ ترین منصوبوں سے آگاہی ہوتی رہے۔

خلاصہ

اسلامی تاریخ ایک فعال اور بااصول خفیہ جاسوسی نظام کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اگرچہ اس وقت وسائل اور جدید ترقیات نہیں تھیں لیکن بنیادی اصول ایسے تھے کہ آج بھی ان کی اہمیت مسلم ہے۔ نظامِ جاسوسی کے حوالے سے جن اصولوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

افراد کی خصوصی تربیت

شعبہ جاسوسی ایک ریاست کی مظبوطی اور اسے اپنے دشمنوں سے محفوظ بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے لہٰذا اس کے لئے تربیت یافتہ اور باصلاحیت افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھا سکیں۔ ایک اچھے اور فعال نظام جاسوسی کے لئے یہ اصول مشعل راہ ہے کہ ہو اپنے کارکنوں کو جدید ٹیکنالوجی اور عصری تقاضوں کے مطابق تیار کرے۔

اسلامی تعلیمات نظام جاسوسی کے حوالے سے دو پہلوؤں پہ تربیت کا اصول دیتی ہے ایک پیشہ ورانہ تربیت اور دوسری اخلاقی اور نظریاتی تربیت۔ کیونکہ بغیر نظریاتی و فکری تربیت کے ایک حقیقی اسلامی ریاست کے مقاصد کی تکمیل نہیں کی جاسکتی۔ لہٰذا ایسا جاسوسی نظام جو کہ بلد تر مقاصد کی تکمیل کے لئے ہو اس کے کارکن اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تربیت سے بھی گزرے ہوئے ہونے چاہئیں۔ جس طرح رسول ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کو دشمن پر غلبے کی پہلی شرط یعنی ایمان ویقین پر پابند کیا اور انہیں اعلیٰ اخلاقی قدروں اور نظریاتی طاقت کے زیور سے آراستہ کرنے کے بعد ان کو مقصد زندگی سمجھایا۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ صلاحیتوں کے مطابق افراد کو ذمہ داریاں تفویض کرنا۔ کیونکہ کسی بھی ادارے میں اگر صلاحیت کے مطابق کام کی تقسیم نہیں ہوگی تو وہ ادارہ کبھی کامیابی سے نہیں چل سکتا۔ لہٰذا اسلامی نظام جاسوسی میں یہ اہم ترین پہلو ملتا ہے کہ صلاحیتوں کے مطابق ذمہ داری دی جائے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ بھی ہر شخص کی جسمانی صلاحیت اور ذہنی استعداد کے مطابق اسے کام سونپتے تھے۔

جوابی جاسوسی

اسلامی تاریخ اور شریعت اسلامیہ کی تو سے اسلامی ریاست میں جاسوسی کا ایک فعال نظام ہونا چاہئے جو کہ ہمہ وقت معاشرے میں دشمن کے جاسوسی کے عمل پہ نظر رکھ سکے۔ یہی جوابی جاسوسی کا نظام کہلاتا ہے۔ تاکہ اندرون ملک کسی بھی شعبہ میں دشمن کے ایجنٹ موجود نہ ہوں اور ہمہ وقت ان کے اوپر نظر رکھنا۔

دشمن کی فوجی تیاریوں کی خفیہ نگرانی

دشمن کی جنگی تیاریوں کی ہمہ وقت خفیہ نگرانی کا یہ اصول دشمن سے چوکنّا رہنے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اس سے دشمن کی فوجی تیاریوں کے مقابلے میں اپنی فوجی تیاریوں کو بہتر انداز سے مکمل کیا جاسکتا ہے اور دشمن کی طاقت کا توڑ بنایا جاسکتا ہے۔ میدانِ جنگ میں اُترنے سے پہلے رسولؐ دشمن کے کوائف اور معلومات حاصل کر لیتے تھے تاکہ جنگ کیلئے مناسب منصوبہ بندی کی جائے۔

حاصل شدہ خفیہ خبر کی تحقیق کرنا

اس اصول کے مطابق کوئی بھی خبر اگر موصول ہوتی ہے تو اس کو باقاعدہ مختلف مصدقہ ذرائع سے تصدیق کر لینا ضروری ہے بغیر تحقیق کے کوئی بھی دشمن کو فائدہ دے سکتی ہے۔ خفیہ نظام جاسوسی میں بھی کچھ لوگ ہو سکتا ہے اپنی کم علمی اور کم تجربہ کی وجہ سے، کسی واقعہ کی صحیح طور پر رپورٹ نہ کر سکیں، اس لئے رپورٹ بھیجنے والے کی قابلیت اور تجربہ کی بناء پر اس کی بھیجی ہوئی اطلاع کی صحیح

تصدیق کے بعد ہی اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

اپنے منصوبوں اور رازوں کو خفیہ رکھنا

اس اصول کے مطابق اپنے ملک کے رازوں کا تحفظ کرنا ہے یہ راز انفرادی سطح سے لے کر قومی سطح تک ہو سکتے ہیں اور ایسے اقدامات اُٹھانا جن سے قیمتی رازوں تک دشمن کی رسائی نہ ہو سکے۔

دشمن کے آدمیوں سے معلومات حاصل کرنا

اصول کے مطابق جب بھی دشمن کے جاسوس یا فوجی افراد گرفتار ہو جائیں تو ان سے راز معلوم کئے جا چکتے ہیں اور اس سلسلے میں انہیں ذہنی دباؤ کا شکار بھی کیا جا سکتا ہے۔

دشمن کی پیشگی اطلاع رکھنا

اس اصول کے مطابق دشمن کے حملے کی پیشگی اطلاع دینے کی حکمت عملی ضروری ہے۔اس کے لئے دشمن کی صفوں میں اپنے خفیہ ادارے کے افراد کا ہونا ضروری ہے۔دشمن کا جاسوس گرفتار ہو جائے تو اس کے ساتھ سلوک اس اصول کے مطابق دشمن کا جاسوس اگر گرفتار ہو جاتا ہے تو جاسوسی ثابت ہونے پر اسے سخت سے سخت سزا دی جاسکتی ہے وہ سزا موت بھی ہو سکتی ہے۔

جنگی کمانڈر کے لئے ضروری ہدایات

دشمن افواج کی تعداد جاننا، موسمی حالات سے واقف ہونا، زمینی حالات سے واقفیت، دشمن کی افواج کی پوزیشن، دشمن کی فوج کی تفصیلات، دشمن کے تازہ ترین منصوبوں سے آگاہی۔

مندرجہ بالا تمام اصولوں کو اگر کسی بھی نظام جاسوسی میں اختیار کیا جائے تو وہ ایک فعال اور منظّم نظام جاسوسی کہلائے گا اور اس کے نہ صرف قومی بلکہ بین الاقوامی طور پر بہترین نتائج سامنے آئیں گے۔

حواشی وحوالہ جات

(1) نارمن پالمر اینڈ تھامس بی الین، دی انسائیکلوپیڈیا آف اسپینج، نیویارک، جرمنی بکس، س ن، ص ۴۱۰

(2) محمد عبدالرشید، اسلامی ریاست حکومت، کراچی، علمی کتاب گھر، 1973ء، ص469تا470

(3) ڈکشنری آف یوایس ملٹری ٹرمز، ڈی سی واشنگٹن، افیئر شپ، ۱۹۶۳ء، ص ۲۰۵

(4) القرن، ۳:۱۳۹

(5) جونیئر بریگیڈیئر ظفر السیعد، آرمی لیڈر شپ ان دا پاک آرمی، لاہور فیروز سنز، ۱۹۹۰ء، ص ۳۱

(6) ابن کثیر، ابوالفداء عماد الدین، البدایتہ االنھایتہ، بیروت مکتبہ المعارف ۱۴۱۱ھ جلد ۳، ص ۲۶۰

(7) واقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی، بیروت، اعلام الکتب، ۱۴۰۴ھ، جلد ۱، ص ۱۰۱

(8) محولہ بالا البدایہ والنھایہ، جلد ۷، ص ۶

(9) القران، ۶۰:۱

(10) سید احمد ارشاد ترمذی، بریگیڈئر، ترجمہ: افضال، شاھد، حساس ادارے، لاہور، فکشن ھاوس، ۲۰۰۲ء، ص ۱۳

(11) ایضا، ص ۱۲

(12) بخاری محمد بن اسماعیل، امام صحیح البخاری، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ۱۴۰۵ھ باب الجاسوس وقول اللہ تعالی، ص حدیث ۲۶۰ء جلد دوئم

(13) ابن قیم، زاد المعاد، مترجم رئیس احمد جعفری، کراچی، نفیس اکیڈمی، س ن، جلد ۲، ص ۸۱۲، ۸۱۳

(14) ھشام، عبد الملک، الیسرۃ النبویۃ، بیروت، دار حیاء التراث العربی، ۱۴۱۷ھ جلد ۲، ص ۴۳۲

(15) محولہ بالا البدایۃ، جلد ۳، ص ۲۸۵

(16) القران، ۹۴: ۶

(17) محولہ بالا حساس ادارے، ص ۱۵

(18) القران ۷۲: ۱۳

(19) ابن کثیر، ابو فداء اسماعیل، تفسیر القران العظیم، القاھرہ، مطبعۃ ۱۹۵۶ء جلد ۴، ص ۲۰۸، ۲۰۹

(20) محولہ بالا البدایۃ، جلد ۳، ص ۴۶۲

(21) محولہ بالا بخاری کتاب المغازی، باب غزوہ الخندق، جلد دوم

(22) محولہ بالا البدایۃ والنھایۃ، جلد ۳ ص ۲۸۳

(23) ایضاً، ص ۲۶۲

(24) محولہ بالا، بخاری ص 125

(25) محولہ بالا، البدایۃ والنھایۃ، جلد 4، ص 283

(26) الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، القاھرہ، مطبعتہ الحسینتہ المصریتہ، 1336ہ، ج 2، ص 275

(27) محولہ بالا، السیرۃ النبویۃ ص 291 تا 292، جلد 4

(28) محولہ بالا، البخاری ج 2، ص 129

(29) الصعیدی عبد المتایل، السیاسیۃ فی عھد النبویۃ، مصر، دار الفکر العربی، الازھر، س ن، ص 224

(30) السھیلی، عبد الرحمن، بن عبد اللہ، الروض الانف، مصر، مطبع الحمالیۃ، 1924ء، ص 65، ج 2

(31) محولہ بالا، السیاسیۃ الاسلامیۃ فی عھد النبویۃ، ص 223

(32)الواقدی، محمد بن عمر بن واقد، فتوح الشام، کانپور، مطبع نولکشور، 1898ء، ص489

(33) محولہ بالا، السیرۃ النبویۃ ج4، ص28، 38

(34) محولہ بالا، البدایۃ والنھایۃ، ج3، ص462

(35)ابن خلدون، عبدالرحمٰن، تاریخ ابن خلدون، مصر، دار الطبعتہ الخدیویتہ، بولاق، 1284ھ، ج2، ص13

(36) محولہ بالا، السیرۃ النبویۃ ج2، ص841

(37) محولہ بالا زاد المعاد ج2، ص761

(38) قاسم محمود، سید، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، لاھور، شاھکار بک فاؤنڈیشن، س ن، ص590